

Article

AN ANALYTICAL STUDY OF BALUCHI FOLK POETRY

بلوچی لوک شاعری کا فنی مطالعہ

Banol*¹, Dr. Surya Bano²

¹ Ph.D. Scholar Baluchistan Study Centre, University of Baluchistan Quetta

² Assistant Professor Pakistan Studies Center, University of Baluchistan Quetta

*Correspondence: banolbaloch600@gmail.com

¹ بانول، ڈاکٹر ثریا بانو

¹ پی ایچ ڈی اسکالر، بلوچستان اسٹڈی سینٹر، جامعہ بلوچستان کوئٹہ، اسسٹنٹ پروفیسر، پاکستان اسٹڈیز سینٹر، جامعہ بلوچستان کوئٹہ²

ABSTRACT:

This research paper surrounds Folk Poetry: its definition and its historical background. Moreover, it Same above discusses Balochi Folk Poetry and its genres in detail. In this research paper, the genres of Balochi Folk Poetry with examples of poetry and references. Balochi Folk P poetry engulfs the life of the man, i.e., from birth to death. In every process of life, there is a kind of genre or song related to it. Such as after the birth of a child, Sipath (a traditional Balochi song is sung for six nights by a group of females for the protection of the mother and the newborn child). Likewise, when the child grows up, the mother or elder sister sings Looli/Leelo (Lullaby) for him or her to make them sleep. However, on the marriage nights and in other rituals of the marriage various kinds of Lyrics (Soth, Haalo, and Nazenk) are sung with different musical instruments. In the death of a person, Mothk (Threnody or elegy) is sung in honor of the diseased. In this research paper, most of the genres of the Balochi Folk Poetry are to the core.

eISSN: 2707-6229

pISSN: 2707-6210

DOI:<https://doi.org/10.56276/tasdiq.v5i01.146>

146

Received:04-05-2023

Accepted:04-06-2023

Online:13-07-2023



Copyright: © 2023
by the authors. This
is an open-access
article distributed
under the terms and
conditions of the
Creative Common
Attribution (CC BY)
license

KEYWORDS: Creation, Literature, Collective, Individual, Lullaby, Folk Poetry, Prose, Metaphor, Simile, Culture, Oral, Art, Civilization.

لوک ادب دنیا کے تمام ادب اور زبانوں میں موجود ہے جسے انسانی زندگی کا بنیادی اظہار سمجھا جاتا ہے۔ لوک ادب میں کسی قوم کے رسم و رواج، ثقافت، خوشی اور انسانی زندگی کے تمام نشیب و فراز نظر آتے ہیں۔ پرانے زمانے میں جب لوگ اپنا وقت گزارنے اپنی یادیں، احساسات یا پیش آنے والے واقعات کو قصے یا کہانیوں کی شکل میں دوسروں کے سامنے بیان کرتے تھے، پھر ان کہانیوں اور قصوں نے لوک ادب میں جگہ پائی ہے۔ لوگوں کا یہ اظہار خیال نہ ہوتا اور کہانیاں اور اشعار سننے اور سنانے کی روایت سامنے نہ آتی تو آج لوک ادب مضبوط شکل میں موجود نہ ہوتی۔

”لوک گیت کسی معاشرے کے عوام کا حقیقی تہذیبی اور ثقافتی سرمایہ ہوتے ہیں۔ ان گیتوں میں اپنے ماحول، ثقافت، تہذیب و تمدن اور معاشرتی زندگی کے مختلف اقدار کی بھرپور عکاسی ہوتی ہے۔“¹

لوک شاعری کے بارے میں لوگوں کا خیال ہے کہ یہ شاعری پوری قوم کی شاعری ہے اور اس کی زبان سادہ ہے اور اسی لیے کہا جاتا ہے کہ لوک شاعری پوری قوم کی تخلیق ہے۔ فنی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو لوک شاعری کے تخلیق کار کچھ خاص لوگ ہوئے ہونگے۔ کیونکہ عام لوگوں کی قابلیت اور فکر شاعر کے مقابلے میں کم ہوتی ہے۔ جو حقیقت ایک شاعر سوچ سکتا اور بیان کر سکتا ہے وہ عام آدمی کی پہنچ سے باہر ہے:

”شاعر عام لوگوں سے زیادہ حساس، جذبات رکھنے والا اور صلاحیت کا مالک ہوتا ہے، اس کا علم اور دانش مندی عام لوگوں سے زیادہ وسیع اور گہرا ہوتا ہے۔“²

دنیا کی دیگر اقوام کی طرح بلوچ قوم میں بھی شاعری کی ایک بہت قدیم روایت ہے اور بلوچی ادب میں لوک شاعری کا بے بہا خزانہ موجود ہے۔ لوک شاعری میں بلوچ قوم کی تہذیب و ثقافت، ان کی زبان، سماجی اور دیگر مسائل کو خوب بیان کیا گیا ہے۔ دوسری طرف، لوک شاعری بلوچ قوم کی موجودگی اور روایت کا تعارف کراتی ہے۔ اس شاعری کی زبان سادہ ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ لوک شاعری ایک عوامی تخلیق ہے، اگر ہم بلوچی یہ کی اس صنف کو فنی نقطہ نظر سے دیکھیں تو یہ دو صورتوں میں تخلیق ہوئی ہے، یعنی اجتماعی اور انفرادی تخلیق کے طور پر؛

”یہ لوک گیت اجتماعی ذہن کی پیداوار ہیں لیکن ان کی تخلیق اجتماعی اور انفرادی دونوں ہی سطحوں پر ہوتی ہے۔“³

بلوچی لوک شاعری کی ان اصناف میں زہیر وک، لیلو، ڈبھی اور سوت (گیت) انفرادی طور پر تخلیق کیے گئے ہیں اور سپت، ہالو، لاڈوگ، نازینک، امبا اور دیگر اصناف کا فن انفرادی اصناف سے کمتر ہے۔ شاعر چونکہ عام لوگوں سے زیادہ حساس اور فکر مند ہوتے ہیں اس لیے انھوں نے معاشرے کے تمام مسائل کو علمی اور فنکارانہ صلاحیت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ بلوچ شاعر بھی فن پر عبور رکھتے ہیں۔ اسی لئے بلوچی لوک شاعری میں استعارہ، تشبیہ اور امیج سازی کا ہنر اور استعمال بخوبی نظر آتا ہے:

"شاعر اس وقت تک ایک اچھا تخلیق کار نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنی فنکارانہ صلاحیت اور ہنر کو رنگ ریزی کے ساتھ موضوع میں شامل نہ کرے۔"⁴

لوک کہانیوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ شاعری جھوٹ، فریب اور منافقت سے پاک ہوتی ہے لیکن اگر شاعری کو بین الاقوامی سطح پر دیکھا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ:

"عربوں کی طرح شیکسپیر نے بھی کہا تھا کہ سب سے سچی شاعری سب سے زیادہ جھوٹی ہوتی ہے۔"⁵

بلوچی لوک ادب تکنیکی و فنی طور پر ایک مضبوط ادب ہے، چاہے وہ شاعری ہو یا نثر۔ شاعری میں زندگی کے نشیب و فراز کے ساتھ خوشی و غم، دکھ اور درد کا اظہار کیا گیا ہے۔ بلوچی لوک شاعری میں پیدائش سے لے کر موت تک ہر لمحہ کو پیش کیا گیا ہے۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو ماں اور بچے کی صحت و سلامتی کے لیے "سپت" گاتے ہیں اور جب وہ تھوڑا بڑا ہو جائے تو بچے کو سنانے کے لیے اُسے لیلو سنا تے ہیں۔ جب وہ جوان ہو جاتا ہے اور کام کے لیے گھر سے نکلتا ہے، تو وہ سفر کے دوران "زہیروک یا لیکو" ترنم کے ساتھ گاتا ہے اور پردیسی کی حالت میں "ڈبھی" گاتا ہے۔ یہ اصناف مرد اور عورت دونوں ترنم کے ساتھ گاتے ہیں۔ اسی طرح فصل کی کٹائی، ذکر اور عبادت کے بھی اپنے اصناف ہیں۔

پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ بلوچی لوک شاعری کو اگر فنی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو اس کی تخلیق دو صورتوں میں ہوئی ہے یعنی انفرادی اور اجتماعی۔ اجتماعی شاعری کی اصناف میں سپت، ہالو، لاڑوگ، نازینک اور امباشا شامل ہیں جبکہ انفرادی شاعری میں لیلو، زہیروک، ڈبھی اور سوت (گیت) شامل ہیں۔

سپت کو بلوچی لوک شاعری کی پہلی صنف سمجھا جاتا ہے۔ یہ پہلی صنف اس لیے کہی جاتی ہے کہ جب کوئی عورت بچے کو جنم دیتی ہے تو پڑوسی اور دوسری عورتیں آکر سپت (شنا) گاتی ہیں۔ یہ اشعار اجتماعی شکل میں کہے جاتے ہیں۔ ایک فرد سپت گاتی ہے اور دوسری خواتین جواب دیتی ہیں۔ اس صنف میں سب سے زیادہ مذہبی رنگ نظر آتی ہے؛

شنا

فرد: پھول ساچھ مرا

پاسباں اُس کا خدا

کورس: پاسباں اس کا خدا

اس پر ہو ظل اللہ

فرد: میں ہوں خدا کا فقیر

پیر مراد سنگیر

میرا خدا ذوالجلال

قادرو دائم مثال

کورس: اللہ ہو، اللہ ہو

ہے مرا آقا وہی

اور محمد نبی

اللہ ہو اللہ ہو

فرد: مسقط کا کشمش اوقند

درماں ہے میرے لال کا

کورس: پروردگارِ دو جہان

زچہ کا تو ہے پاسبان 6

سپت، جو بلوچی لوک شاعری کی پہلی صنف ہے تو اسے خالص ہونا چاہیے تھا اور شاعری کا فن مضبوط ہونا چاہیے تھا۔ لیکن سپت کی زبان بیرونی الفاظ سے بہت متاثر ہے اور چونکہ یہ ایک اجتماعی تخلیق ہے اس لیے اس کمزوری کے ساتھ ساتھ زبان بھی متاثر ہوئی ہے:

فرد: کون ہے جاگا کون ہے سویا

کورس: بندہ سویا رب ہے جاگا

فرد: خدا ہی لائق حمد و ثنا ہے

کورس: محمد مظہر شانِ خدا ہے

فرد: پرچم ہو ترا قائم

پھولوں سے سجے دائم 7

سپت کے ایسے کئی شعر بھی مل جاتے ہیں جو خالصتاً بلوچی ہیں۔ ان میں زبان خارجی الفاظ کے اثر سے آزاد ہے لیکن وہ اصول و

ضوابط جو ایک مضبوط شاعری کے ہیں وہ خاصیت نظر نہیں آتے، مثلاً اس سپت کو ملاحظہ کریں؛

پر بندوک: جنت ہمارا دانی انت

دستِ دپاراشِ دانگ انت

جوابی: دستِ دپاراشِ دانگ انت

جانِ گدراشِ بکشاگ انت 8

ترجمہ:

فرد: جنت ان لوگوں کی ہوگی

جنہوں نے اپنے منہ کے نوالے بخشنے ہیں

کورس: منہ کے نوالے بچتے ہیں

اپنے زیر استعمال کپڑے بچتے ہیں

ہم سپت کی فنی کمزوری کی وجہ جاننے کی کوشش کریں تو یہ کہنا درست ہو گا کہ اس میں مذہبی رنگ زیادہ ہے۔ کیونکہ شاعری مذہبی اثرات کی وجہ سے اپنی فنی صلاحیت کھو چکی ہے، اگر شعر و عظم و نصیحت کا کام کرے تو فن بہت کمزور ہو جاتا ہے کیونکہ اس قسم کی شاعری میں شاعر اپنے فن کو بیان کرنے کے بجائے بیرونی الفاظ کے استعمال پر زیادہ توجہ دیتا ہے جس سے شاعری کا فن کمزور ہو جاتا ہے۔ اور یہ وعظ و نصیحت سپت میں نظر آتی ہے جو اس کی کمزوری کا سبب بن گئی ہے۔

امبا، سپت کی طرح، اجتماعی یا گروہی شکل میں تخلیق کی جانے والی ایک صنف ہے۔ امبا کو چھوٹی چھوٹی مصرعوں اور ترنم کے ساتھ کہا جاتا ہے، امبا میں کچھ الفاظ اس طرح کے بھی شامل کیے گئے ہیں جو بے معنی سمجھے جاتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے انہیں ترنم اور بحر و وزن کو برابر رکھنے کے لیے استعمال کیا گیا ہو گا۔ چونکہ اس صنف کا تعلق سمندر اور ماہی گیروں سے ہے، اسی لیے اس میں سمندر کی کیفیت دیکھی جاسکتی ہے؛

فرد: اویا سے

کورس: یلہ سے

فرد: بہ تنیلئے

کورس: یلہ سے

فرد: سر کن نوکیں کند و نا شی

کورس: یلہ سے⁹

لوک شاعری کے مندرجہ بالا مصرعوں میں شعری خاصیت پائی جاتی ہے جو ایک آہنگ کے ساتھ بحر اور وزن کو برابر رکھنے کے لئے بروئے کار لائے گئے ہیں۔ اگر لیلو، زہیر وک یا ڈیہی کا مطالعہ کیا جائے تو یہ اصناف بہت مضبوط نظر آئیں گے۔ لیلو کی زبان خالص اور نازک دکھائی دیتی ہے؛

"تشبیہ اور استعارہ، رمز و کنایہ اور دیگر شعری صنعت شاعری کے لوازمات اور ضروریات کے

زمرے میں آتے ہیں اور یہ وہ اصول و ضوابط ہیں جو بین الاقوامی ادب کی تخلیق میں تخلیقی اور فنی

دونوں اصولوں پر نظر آتے ہیں۔"¹⁰

بلوچی لوک شاعری کی انفرادی اصناف کو دیکھا جائے تو فنی پہلو زیادہ مضبوط ہیں اور شاعری کے بین الاقوامی اصولوں اور فن کی

نزاکت کو خوب استعمال کیا گیا ہے۔ جیسا کہ لیلو (لولی) کی یہ شعر ہے؛

چشم و چراغ

مرے چاند

مُنّے

مرے دل کے ارمان، آنکھوں کے تارے، نظر کے اجالے
مرے لال

مُنّے

۔۔۔۔۔ تو جلدی بڑا ہو کے تلوار اٹھالے

میں دل کو سنبھالے

اسی دن کی ہوں منتظر

باپ کے خوں کا بدلہ خریدوں سے لے

باپ دادا کی قبروں کو روشن کر لے

اے مرے پیارے

میرے دل کے سارے

مرے چاند

مُنّے

مرے لال

اگر جنگ میں تو بھی کام آگیا

میں دلہن کی طرح سچ کے ہالوتے نام پر گاؤں گی

ایک تجھ سا جیالا سپوت اور دوں گی جنم

(مجھ کو موت تک سے کیا واسطہ)¹¹

یالولی کا یہ شعر:

میں اپنے لال کو لوری سناتی ہوں

علم دیں میرا منّا ہے

مرامنا بڑا ہو گا

کٹار اور ڈھال بند وق اور ترکش سے سجا ہو گا

مرامنا بڑا ہو گا

مرے مئے سا کوئی بھی نہ ہو گا شہسواری میں

وہ جب میداں میں آئے گا تو دشمن منہ کی کھائے گا

جو اب اس کا نہ ڈھونڈے سے ملے گا زرم کاری میں

علم دیں میرا منا ہے مرا منا بڑا ہو گا
 مرے بیٹے کی محبوبہ جو ہو گی پھول شہزادی
 مرے بیٹے کی جرات سے
 مرے بیٹے کی عظمت سے
 بہت ہی شادماں ہو گی
 مرا مننا ہو گا
 پیامی بادشاہ کا آکے یہ پیغام دے گا
 ”اے جیالے سورا!
 اے مرد شمشیر آزما!
 تجھ سے جواں کی پھر ضرورت ہے وطن کو
 دشمنوں کے خون سے کر آب یاری قوم کی
 اور سرخ رو ہو جا۔“
 جلو میں اس کے ہو گا لشکر جزار
 سیم وزر کا اک انبار
 فاتح بن کے لوٹے گا
 مرا مننا بڑا ہو گا
 میں اپنے لال کو لوری سناتی ہوں
 خداوند امرے ارمان پورے ہوں¹²

یہ اشعار فنی نقطہ نظر سے مضبوط اشعار ہیں جو بین الاقوامی شاعری کے معیار پر پوری اترتی ہیں۔ ان اشعار میں منظر کشی اس طرح کی گئی ہے کہ قاری اشیا کی تصویروں کے ساتھ ایک ماں کی حالات اور جذبات کو بھی محسوس کرتا ہے۔ ان اشعار سے پتہ چلتا ہے کہ ایک شاعر کا تجربہ، باریک بینی، خیالات، احساسات اور استعارے اس کی فنی جمالیات کو وسیع کرتے ہیں اور شعر کی معنویت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسلوب کے اعتبار سے بہترین شاعر اسے کہا جائے گا جو شعر کو مختصر الفاظ میں بیان کرے اور یہی فن اور صلاحیت کا استعمال ہی شاعر کی فنی خوبیوں کو وسعت دیتا ہے:

"شعر میں کوئی ایسی شے نہیں جو اسے ممتاز کر سکے سوائے شعر گفتن چہ ضرور بود؟" 13

بلوچی لوک شاعری میں زہیر وک ایک ایسی صنفِ شاعری ہے جو کسی دوست یا عزیز کی یاد میں کہی جاتی ہے۔ کوئی اگر سفر پر ہو یا اس کا محبوب یا اس کا لخت جگر اس سے دور ہو تو اس جدائی کے وقت وہ زہیر وک کی صورت میں اپنی کھتا سز کرتا ہے، ویسے

ہیروک کے لغوی معنی یاد رکھنے کے ہیں۔ بلوچی لوک شاعری کی وہ صنفیں جو اجتماعی طور پر تخلیق کی گئی ہیں ان میں فن کا فقدان ہے۔ لیکن وہ اصناف جو انفرادی صورتوں میں تخلیق کی گئی ہیں وہاں فنکارانہ خوبی اچھی طرح موجود ہے۔ لیو کے علاوہ ہیروک بھی لوک شاعری کی انفرادی تخلیق ہے۔ بلوچی زبان کے نامور شاعر عطا شاد کہتے ہیں کہ شاعری لفظوں کی مرہون منت ہے۔ اگر آپ کے پاس ذخیرہ الفاظ نہیں ہیں تو آپ اچھی شاعری نہیں لکھ سکتے۔ علم البیان کے مطابق، شعر کے ہر لفظ کو اس کے حقیقی معنی سے زیادہ مجازی معنی دینا چاہیے۔ اس کا تجربہ فن کاری کو مزید خوبصورت اور نازک بنا دیتا ہے:

زہیروک
دشت جہاں میں
تیری تمنا..... روشن ستارا
تیرے غموں سے
ہم سوختہ جاں..... اے جان جاناں!
تیری جدائی
قلب و نظر کی..... مرگ و تباہی
دیوانگی ہے،
تیرا مچھڑنا..... دل کا اجڑنا
تو بس رہی ہے
دل میں ہمارے..... گیسو سنوارے¹⁴
یابہ زہیروک:
اے سبز کبوتر
اے سبز کبوتر مر اپیغام سنادے
مچھڑے ہوئے من میت - اک سال گیا بیت
اے سبز کبوتر مر اپیغام سنادے
تو آئے نہ آئے - لیکن تو کہاں ہے
اے سبز کبوتر مر اپیغام سنادے
تو مجھ سے ملی تھی - پگھٹ پہ اکیلی
اے سبز کبوتر مر اپیغام سنادے
رخ اونٹ کا میرے - سورج کی طرف ہے

اے سبز کبوتر مر اپنی نام سنا دے
 یہ قافلہ اور ڈھوپ - اس دل میں تراڑوپ
 اے سبز کبوتر مر اپنی نام سنا دے¹⁵
 آمری جان
 شبِ رفتہ کبوتروں کی صدا
 کر گئی میرے دل کو افسردہ
 اے مری جان آ
 آمری جان تجھے خدا لائے
 پھوار، نیلے سمندروں سے چلی
 میں یہ سمجھا، ترے مہکتے ہوئے
 مست گھنٹھوور گیسوؤں سے چلی
 کوئی دیکھے بھری بہاروں میں
 خوشبوؤں کی حسین پھواروں میں
 دل ناداں تری امگلوں کو
 دوست صحرا میں ہے یہاں اس کی یاد
 یہاں اس کی یاد
 گھر بیٹھنے نہیں دیتی
 کوئی مژدہ کوئی پیام آئے
 میں ہوں اس انتظار میں کب سے
 چشمِ براہ گوشِ بر آواز
 اے حسین زبا دافشاں آ
 جانِ جاں آ
 آمری جان تجھے خدا لائے¹⁶

اسی طرح سوت (گیت) مرد اور عورت دونوں گاسکتے ہیں۔ اس صنف میں خوشی، محبت، دوری اور جدائی کے جذبات کو بیان کیا جاتا ہے اور اسے کہنے کا کوئی خاص وقت متعین نہیں ہے۔

”لوک گیتوں میں شاعروں نے معاشرے اور زندگی کے مختلف جذبات اور تہذیب و ثقافت کے بارے میں اپنے خیالات اور جذبات کا اظہار کیا ہے۔“¹⁷

معنی آفرینی شاعرانہ وصف کہا جاتا ہے۔ شاعری نثر کی طرح نہیں، جو بھی لکھو گے، معنی وہی ہوگی۔ شاعری میں کسی لفظ کو زیادہ معنی دینا ضروری سمجھا جاتا ہے کیونکہ شاعری کو فنی اصول و ضوابط کے مطابق اچھا یا برا سمجھا جاتا ہے۔ بلوچی لوک شاعری کی صنف ”نازیک“ بھی فنی لحاظ سے مضبوط صنف سمجھا جاتا ہے۔ دولہا اور دلہن کی تعریف کے علاوہ نازیک ان بہادر لوگوں کے لیے بھی کہا جاتا ہے جو اپنی قوم کے ہیرو ہوتے ہیں اور قوم کو ان پر فخر کرے۔ ایسے بہت سے نازیک ہیں جن میں ترکیب سازی کی گئی ہے، ویسے شاعری میں ترکیب سازی شعر کو خوبصورت، تاثراتی اور معنی خیز بناتی ہے۔ اس شعر میں ترکیب سازی فنکارانہ انداز کے ساتھ استعمال کی گئی ہے:

"ماشان کش ایت سزیناں

پرماشاں کھیر لمبناں

ماکاں کر پد انک دانیناں

کر پاساں فقیر پو شیناں

سُھرواں کُورھو شیناں"¹⁸

کھیر لمبیں، کر پر انک دانیں، فقیر پو شین اور کُورھو شین جیسی تراکیب ایسی امیج بنا رہی ہیں جہاں کسی کو یہ بھی محسوس نہیں ہوتا کہ کوئی ماں اپنے بیٹے کی تعریف کر رہی ہے کہ اس کے بیٹا بہت محنتی ہے، اس کے ہاتھوں سے اگائے گئے کھیت اچھے ہیں۔ چونکہ بلوچ لوگ زراعت سے وابستہ ہیں اس لیے وہ چاہتے ہیں کہ ان کے بچوں کے کھیتوں یا درختوں میں لمبی شاخیں اور بڑے پھل ہوں۔ ڈبھی بھی بلوچی لوک شاعری کی ایک انفرادی صنف ہے، جس میں شاعر اپنے جذبات اور احساسات کو بیان کرنے سمیت تاریخی واقعات کو بیان کرتا نظر آتا ہے؛

"سیوی ویران انت

چاکرتی موتء

دلڑی (دل) دایں دوران انت"¹⁹

ڈبھی میں بہت سے تاریخی واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ تبلیغ نگاری کے مطابق، ڈبھی ایک مضبوط ادبی صنف ہے۔ بلوچی لوک شاعری میں ڈبھی کی دو قسمیں ہیں، ایک قدیم اور دوسری جدید ڈبھی۔ قدیم ڈبھی چونکہ اندرونی اور روح کو چھو لینے والی شاعری ہے جسے فطرت کے قریب صنف کہا جاتا ہے، جدید ڈبھی روح اور فطرت سے قربت رکھنے سے زیادہ انسان کی نفسیاتی ضرورت اور اپنے خواہشات کو پورا ہونے کی خواہش زیادہ ہے:

"زبان کی سادگی اور شیرینی، خوبصورتی اور جذبات کے اظہار کے حوالے سے قدیم ڈبھی اپنی مثال آپ ہے۔ قدیم ڈبھی میں جھوٹ، غیر ضروری تخلیق اور فضول جذبات کا اظہار نہیں ملتا۔"²⁰

ڈبھی کے شاعر کے ہاں تمام انسانوں کے دکھ اور درد یکساں ہیں، اسے سب کی یکساں فکر ہے اور وہ تمام انسانوں کو برابر سمجھتا ہے۔ بلوچی ڈبھی کے ان اشعار کو ملاحظہ فرمائیں؛

پھوار و نور برساؤ!
 بہاریں کہکرو آؤ
 گرج کر قریہ جاناں میں جا کر رم جھماؤ
 حسن و کیف درنگ چھلکاؤ
 پھوار و نور برساؤ!
 زمین کے کہنہ یارو!
 کوہ سارو!
 مرمرو سیم وزرو آہن کے انبارو
 ذرا ان تشنہ لب خشک آب دریاؤں کو چھلکاؤ
 پھوار و نور برساؤ!
 ذرا ان مشک پروردہ شب آسا گیسوؤں والی حسینہ کی خبر لاؤ
 پھوارو! نور برساؤ!²¹

لوک شاعری میں ایسی بہت سی اشعار ہیں جو کلاسیک کا درجہ پا چکی ہیں۔ کلاسیک کا درجہ پانا انداز بیان میں ہے جو ہر وقت نیا ہو، ہمیشہ کے لیے تروتازہ اور مضبوط ہو، ایک مدت کے لیے نہ ہو۔ جیسا کہ لیلڑی کے یہ مصرعے جو زمانہ گزر جانے کے باوجود بھی پسند کی جاتی ہیں؛

لیلڑی ءلا
 چپ چپ کھڑی ہو لیلڑی ءلا
 ضو آنکھ کی ہو لیلڑی ءلا
 اب نہ رہا جانے لیلڑی ءلا
 تم سانہ مل پانے لیلڑی ءلا
 آؤ چلی آؤ لیلڑی ءلا
 بس اب نہ ترساؤ لیلڑی ءلا

الفت سے جھل بل لیلڑی ءلا
 آنکھوں کا کاجل لیلڑی ءل
 بھیڑوں کو دھا لیلڑی ءلا
 پونچھا پسینا لیلڑی ءلا
 پر بت کا پانی لیلڑی ءلا
 میری جوانی لیلڑی ءلا²²
 یا بلوچی زہیر وک کے یہ مشہور اشعار:
 مرا اونٹ
 بلند آسمان پر
 یہ بادل نکلا
 جو دیکھا
 مجھے یاد آیا
 بیاباں میں اونٹ اپنا
 مرے اونٹ کا نام ہے چار گوش
 اور زینت ہے اس کی
 جواں سال بی بی
 نئے سرخ جوڑے میں ملبوس
 مرا اونٹ ہے چاق چوہند
 پھر تیرا
 اب میری منزل مرے سامنے ہے
 مرے اور ترے درمیان
 یہ بلند اور مشکل پہاڑ
 کیسے دو دل ملیں، کیسے پہنچے سلام و پیام
 یہ چاہی کبوتر سر آب جو
 جو خراماں ہے
 جب دیکھتا ہوں
 تو دل تیری یادوں کی گہرائی میں ڈوب جاتا ہے

مری محبوبہ سرود قد

آج کس شان سے

اس پر فقاہت کے محمل کی زینت بنی ہے²³

ایسی شاعری کو وجود میں آنے میں ہزاروں سال لگتے ہیں۔ لوگوں کے جذبات طویل مدت کی پیداوار ہیں۔ یہ اشعار ہزاروں واقعات، مشکلات اور احساسات و جذبات ہیں۔ ان سب کا اظہار اور بیان لوک شاعری کی صورت میں موجود ہے جو انسان کے لیے اصول و ضوابط اور زندگی گزارنے کے طریقے ہیں۔

حوالہ جات

- ۱۔ محمد افضل رضا: ”پشتو لوک ادب“، اکادمی ادبیات، اسلام آباد، ۱۹۸۹ء، ص ۱۵
- ۲۔ واحد بزدار: ”ڈیہی ۽ دروشم“ بلوچی اکیڈمی، ۲۰۰۱ء، ص ۱۵
- ۳۔ ڈاکٹر قمر رئیس: ”اردو میں لوک ادب“ بنگ ٹائم، اردو بازار کراچی، ۲۰۱۹ء، ص ۵۱
- ۴۔ صادق صبا: ”مٹافاضل ۽ شئیری ازم“ مٹافاضل چیئر، آئی بی ایل سی، تربت، کچھ، ۲۰۱۹ء، ص ۱۵
- ۵۔ شمس الرحمان فاروقی، ”شعر، غیر شعر اور نثر“ پورب اکادمی، اسلام آباد، ۲۰۱۳ء، ص ۱۹
- ۶۔ عطاشاد: ”عین سلام“ درین بلوچی اکیڈمی، کوئٹہ، ۲۰۰۱ء، ص ۷۷-۷۵
- ۷۔ ایضاً، ۷۹
- ۸۔ فقیر شاد: ”دُرج“ مند، فاضل ادبی کاروان، ۲۰۱۶ء، ص ۲۶
- ۹۔ فضل خالق: ”بنگ آنت سنج“ بلوچی اکیڈمی، کوئٹہ، ۲۰۰۷ء، ص ۳۷۸
- ۱۰۔ صادق صبا: ”مٹافاضل ۽ شئیری ازم“ مٹافاضل چیئر، آئی بی ایل سی، تربت، ۲۰۱۹ء، ص ۱۹
- ۱۱۔ عطاشاد: ”عین سلام، درین“ بلوچی اکیڈمی، کوئٹہ، ۲۰۰۱ء، ص ۸۳-۸۵
- ۱۲۔ ایضاً، ۸۷-۸۹
- ۱۳۔ شمس الرحمان فاروقی: ”شعر، غیر شعر اور نثر“ پورب اکادمی، اسلام آباد، ۲۰۱۳ء، ص ۱۵
- ۱۴۔ عطاشاد: ”عین سلام، درین“ بلوچی اکیڈمی، کوئٹہ، ۲۰۰۱ء، ص ۹۳
- ۱۵۔ ایضاً، ۹۵

- ۱۶۔ ایضاً، ۹۷-۹۹
- ۱۷۔ فقیر شاد: ”دُرج“ فاضل ادبی کاروان، مندر، ۲۰۱۶، ص ۱۰۷
- ۱۸۔ فضل خالق: ”بنگلگ آنت سنج“ بلوچی اکیڈمی، کوئٹہ، ۲۰۰۷، ص ۲
- ۱۹۔ واحد بزدار: ”ڈیہیء دروشم“ بلوچی اکیڈمی، کوئٹہ، ۲۰۰۱، ص ۴۴
- ۲۰۔ ایضاً، ۲۷
- ۲۱۔ عطا شاد: ”عین سلام، درین“ بلوچی اکیڈمی، کوئٹہ، ۲۰۰۱، ص ۱۳۷-۱۳۹
- ۲۲۔ ایضاً، ۱۲۱-۱۲۳
- ۲۳۔ ایضاً، ۱۰۳-۱۰۵